روح اور جسم کا جھگڑا

حضرت مولانا ابواحمد نور محمد قادری تونسوی صاحب، ترنڈہ محمد پناہ

برادرانِ اسلام! امام جلیل، محدث کبیر، مفسر شہیر ابوالغداء اسماعیل بن کثیر القریشی الدمشقی ؒ نے اپنی مشہور تفسیر ابن کثیر میں بحوالہ محدث ابن مندہ حضرت ابن عباسؓ سے ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون (سورۃ زمر:۳۱) یعنی پھر قیامت کے روز تم مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کرو گے، کے تحت ایک درج ذیل روایت پیش کی ہے:

وقد روی ابن منده فی کتاب الروح عن ابن عباسؓ انه قال: یختصم الناس یوم القیامة حتی تختصم الروح مع الجسد فتقول الروج للجسد انت فعلت ویقول الجسد للروح انت امرت وانت سولت فیبعث اللّٰه تعالیٰ ملکا یفصل بینهما فیقول لهما ان مثلکما کمثل رجل مقعد بصیر والآخر ضریر دخلا بستانا فقال المقعد للضریر انی اری ههنا ثمارا ولکن لااصل الیها فقال له الضریر ارکبنی فتناولها فرکبه فتناولها فایهما المعتدی فیقولان کلا هما فیقول لهما الملک فانکما قد حکمتما علی انفسکما یعنی ان الجسد للروح کالمطیة وهو راکبه (تفسیر ابن کثیر، صفحہ ۵۳، جلد ۴)

ترجمہ:...... ''محدث ابن مندہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ قیامت کے دن لوگوں میں مخاصمت اس قدر طول پکڑ جائے گی کہ روح اور جسد بھی آپس میں جھگڑا کریں گے۔ روح جسد کو کہے گی کہ جو کچھ ہوا تو نے کیا اور جسد کہے گا کہ سب کچھ تیرے حکم سے ہوا اور تو نے منصوبے بنائے تھے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ایک فرشتہ بھیجیں گے، وہ فرشتہ ان دونوں کے سامنے ایک مثال بیان کرے گا کہ کسی باغ میں دو شخص داخل ہوئے لیکن دونوں معذور تھے، ایک اندھا تھا جس کو کچھ نظر نہ آتا تھا اور دوسرا لنگڑا تھا جو چلنے کے قابل نہ

تھا۔ دونوں کی خواہش تھی کہ باغ کے پھل توڑیں اور کھائیں لیکن ہر ایک معذوری کی وجہ سے پھل نہ توڑ سکتا تھا۔ چنانچہ اندھے نے لنگڑے سے کہا کہ تو مجھ پر سوار ہو کر پھل توڑ لے تو ایسا کر لیا گیا، پھر فرشتہ نے پوچھا بتاؤ مجرم اور چور کون ہے؟ وہ کہیں گے کہ دونوں مجرم ہیں۔ فرشتہ کہے گا تو نے اپنا فیصلہ خود کر لیا، پس اندھا بمنزلہ سواری کے ہے اور روح بمنزلہ سوار کے ہے۔ یعنی جس طرح اندھے اور لنگڑے کے اشتراک عمل سے چوری سرزد ہوئی اسی طرح روح اور جسد کے اشتراک عمل سے نیکی اور برائی وجود میں آئی، لہٰذا یہ دونوں جزاء و سزا کے حقدار ہیں۔''

حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت التذکرہ للقرطبی، صفحہ ۲۵۹، کتاب الروح لابن قیم، صفحہ ۲۵۱ اور شرح الصدور للسیوطی، صفحہ ۱۴۱ پر بھی موجود ہے۔

محدث العصر علامہ سید انور شاہ صاحبؒ کی توثیق

محدث العصر علامۃ الدہر سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ اپنے بالکل بچپن کا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ غالباً اس وقت حضرت شاہ صاحبؒ اتنی چھوٹی عمر کے تھے کہ کسی مدرسہ میں ابتدائی تعلیم کے لئے بھی داخل نہ ہوئے تھے۔ فرماتے ہیں:...... ''میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ مسجد میں جایا کرتا تھا، ایک دِن دیکھا کہ دو اَن پڑھ نمازیوں میں مناظرہ ہو رہا ہے۔ ایک کہتا تھا کہ عذاب روح اور بدن دونوں کو ہوگا۔ دوسرا منکر تھا کہ عذاب روح ہی کو ہوگا، جو کہتا تھا کہ عذاب روح اور بدن کو ہوگا اس نے مثال دی کہ ایک باغ میں ایک نابینا دوسرا لنگڑا چوری کے خیال سے گئے، لنگڑا کہنے لگا کہ میں ٹانگ سے چل نہیں سکتا، نابینا کہتا ہے کہ میں پھلوں کو دیکھ نہیں سکتا۔ آخر یہ فیصلہ ہوا کہ نابینا لنگڑے کو اپنے کندھے پر اٹھا لے اور لنگڑا پھل توڑے۔ اتنے میں باغبان آ گیا تو وہ دونوں ہی کو گرفتار کرے گا اور سزا کا مستحق قرار دے گا۔ میں نے یہ بات سن لی، پھر ایک زمانہ دراز گزرا، میں تذکرہ القرطبی دیکھ رہا تھا، اُس میں یہی مثال حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور تھی۔ میں اس کو پڑھ کر اس اَن پڑھ کی فطرت سلیمہ پر حیران رہ گیا کہ کیسا صحیح جواب دیا۔''

حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ لودھیانہ میں مارچ ۱۹۲۷ء کو بُستان الاسلام کے جلسہ میں فرمایا تھا۔ لوگ حضرت شاہ صاحبؒ کے حافظہ پر حیران رہ گئے کہ اتنی چھوٹی سی عمر میں عالم آخرت کی کیسی

باریک بات کیسے یاد رکھی؟ (ملفوظات محدث کشمیری، صفحہ ۲۹۶، مرتبہ سید احمد رضا بجنوریؒ)

عذابِ قبر کی صحیح صورت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے اس ارشادِ گرامی میں عذاب قبر کی صحیح صورت کو بیان کیا گیا ہے کہ قبر و حشر کی کارروائی اور جزاء و سزا روح اور جسد دونوں پر طاری ہوتی ہے، کیونکہ عالم دُنیا جو کہ دار العمل ہے، میں نیکی اور بُرائی روح اور جسد دونوں کے اشتراکِ عمل سے وجود میں آتی ہے۔ روح مجرد بھی کوئی کام نہیں کر سکتی جب تک اس کو جسد مہیا نہ کیا جائے اور جسد محض بھی کچھ نہیں کر سکتا جب تک روح کی معیت اس کو حاصل نہ ہو۔ چونکہ نیکی اور برائی بھی مل کر تے ہیں۔ لہٰذا جزا و سزا کے بھی دونوں سزاوار ہیں۔ البتہ روح اور جسد کا تعلق ہر عالم میں مختلف ہوتا ہے۔ عالم دُنیا میں یہ تعلق اور قسم کا ہے۔ عالم قبر و برزخ میں اور قسم کا ہوتا ہے اور عالمِ آخرت میں اور قسم کا ہوگا۔ بہرحال ہر عالم میں تعلق ہوتا ہے جس کی وجہ سے حضرت انسان یعنی روح اور جسد کا مجموعہ جزا و سزا پاتا ہے۔

عدمِ تعلق کا کوئی بھی قائل نہیں گزرا

ترجمانِ اہل السنۃ والجماعۃ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب سواتی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی کتاب ''تسکین الصدور'' میں دعویٰ کیا ہے کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں اہل السنۃ والجماعۃ کا کوئی فرد عدم تعلق کا قائل نہیں گزرا، اور انہوں نے چیلنج کیا کہ کسی ایک عالم دین کا نام بتایا جائے جس نے قبر و برزخ میں روح اور جسد سے تعلق کا انکار کیا ہو۔ (تسکین الصدور، صفحہ ۲۸۲ ملخصاً)

الحمدللہ ثم الحمدللہ! حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کے اس چیلنج کا جواب اب تک عصرِ ہذا کے معتزلہ نہیں دے سکے اور ان شاء اللہ قیامت تک نہیں دے سکیں گے۔

کیا عذاب قبر کی صرف یہی ایک دلیل ہے؟

نہیں، نہیں، ہرگز نہیں۔ عقیدہ عذاب قبر یعنی حیات قبر تو قرآن مجید کی تقریباً ساٹھ آیات بینات اور سینکڑوں احادیث صحیحہ بلکہ متواترہ سے ثابت ہے، اسی لئے تو فقہاء اسلام نے باوجود غایت درجہ احتیاط کے منکرین عذاب قبر کو کافر کہا ہے۔ تفصیلی دلائل معلوم کرنے کے لئے حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی ''احکام القرآن'' کا مطالعہ فرمائیے اور تسکین الصدور، مقام حیات، ہدایۃ الحیران اور الحیات

بعد الوفات یعنی قبر کی زندگی بھی قابل دید اور لائق مطالعہ ہیں۔ یہ بات بھی ذہن نشین فرمائیں کہ جن دلائل سے عذاب قبر ثابت ہے انہیں دلائل سے عذاب قبر کی صحیح صورت یعنی روح اور جسد دونوں کو جزاء وسزا ثابت ہے کیونکہ عذاب قبر کو حیات قبر لازم ہے کیونکہ اگر میت میں کسی قسم کی حیات تسلیم نہ کی جائے تو عذاب بغیر حیات کا کیا مقصد؟

تو معلوم ہوا کہ عذاب کے لئے حیات ضروری ہے اور حیات انسانی کے لئے روح کا تعلق ضروری ہے۔ لہٰذا حیات کے لئے تعلق روح شرط ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جو دلائل عذاب قبر کے ہیں وہی تعلق روح کے ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے روح اور جسد دونوں کو جزا وسزا ملتی رہتی ہے۔ چاہے یہ جسد جس صورت میں بھی مستحیل کیوں نہ ہو جائے اگر اس جسد کے ذرات خاک وراکھ ہو کر مشرق ومغرب میں بھی منتشر ہو جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے روح کا تعلق ان سے جوڑ کر دونوں کو جزا وسزا کا مزہ چکھاتے ہیں اور یہی عدل وانصاف کا تقاضا ہے اور یہی قانونِ خداوندی ہے کہ جو جرم میں شریک تھا وہ سزا میں بھی شامل ہو۔

متکلمین اسلام نے تصریح فرمائی ہے کہ قبر کی جزا وسزا کے لئے بُنیہ یعنی جسد انسانی کا اپنی حالت پر برقرار رہنا بطور شرط کے ضروری نہیں ہے کیونکہ بنیہ کے ذرات محفوظ اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں۔

صوفیاء کرامؒ کے جسد مثالی سے دھوکہ مت کھائیے

اس میں شک نہیں کہ بعض علماء خصوصاً صوفیاء کرام بہت سے مقامات میں روح کے لئے جسد مثالی تجویز کرتے ہیں، لہٰذا اِن بزرگوں کو تحریرات میں جسد مثالی کا لفظ دیکھ کر قطعاً دھوکہ میں مبتلا نہ ہوں کہ جب قبر وبرزخ میں روح کو جسد مثالی مہیا ہو جاتا ہے تو جزا وسزا کا مورد بھی وہی بنتا ہوگا، لہٰذا دُنیا والے جسد کے ساتھ نہ روح کا کوئی تعلق رہتا ہے اور نہ ہی یہ جزا وسزا کا مورد بنتا ہے۔

قارئین کرام! یہ خالص دھوکہ اور خالص مغالطہ ہے جو کہ حضرات صوفیاء کرامؒ کے مسلک سے عدمِ واقفیت کا نتیجہ ہے اور جسد مثالی کی حقیقت سے لاعلمی کا ثمرہ ہے۔ درحقیقت صوفیاء کرام روح کے لئے جسد مثالی تجویز کرنے کے باوجود روح کا قبر میں دُنیا والے جسد کے ساتھ تعلق مانتے ہیں اور اسی تعلق کی وجہ سے وہ عند القبر سماع سلام وغیرہ کے بھی قائل ہیں۔ ان بزرگوں کے نزدیک جسد مثالی دُنیا

والے جسد کا عکس اور ظل وسایہ ہے اور جب تک روح کا جسد حقیقی سے تعلق نہ مانا جائے اور اس کے وجود کو تسلیم نہ کیا جائے جسد مثالی یعنی عکس اور سایہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ تو معلوم ہوا کہ جسد مثالی کا وجود جسد حقیقی کے وجود پر مبنی ہے، لہٰذا جسد مثالی کی تجویز دلیل ہے اس بات کی کہ روح کا دُنیا والے جسد کے ساتھ تعلق قائم ہے۔

پس حضرات صوفیاء کرام کے جسد مثالی سے جسد حقیقی کے تعلق کا انکار کر دینا خالصۃً دھوکہ ہے بلکہ خود جسد مثالی کے وجود کو خطرہ میں ڈالنا ہے۔ بہر حال تمام علماء اسلام خصوصاً صوفیاء کرام قبر کی جزا و سزا میں حقیقی جسد کو شامل سمجھتے ہیں اور ایسے تمام حضرات اہل السنۃ والجماعت کے اکابر ہیں۔

عصرِ ہذا کے معتزلہ کا عقیدہ

عصرِ ہذا کے معتزلہ کا عقیدہ عذاب قبر کے متعلق اہل السنۃ والجماعۃ بشمول صوفیاء کرام سے مختلف ہے۔ درحقیقت یہ لوگ برائے نام عذاب قبر کے قائل ہیں ورنہ عذاب قبر کی صحیح صورت جو کہ کتاب وسُنّت سے ثابت ہے، کا انکار کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث اور اقوال سلف صالحین جن سے عذاب قبر کی صحیح صورت ثابت ہوتی ہے، کو اپنی من مانی تاویلات فاسدہ کی بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔

اِن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد روح انسانی کو ایک اور جسم حاصل ہو جاتا ہے جس کا نام یہ بھی جسم مثالی تجویز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ عالم قبر و برزخ کی جزا و سزا روح کو جسم مثالی کے ساتھ دی جاتی ہے۔ باقی رہا دُنیا والا جسم تو یہ محفوظ رہے یا کسی اور صورت میں مستحیل ہو جائے۔ بہر حال روح کا اس کے ساتھ کسی قسم کا علاقہ اور تعلق نہیں رہتا اور نہ ہی یہ قبر و برزخ کی جزا و سزا کا مورد بنتا ہے۔

ان لوگوں کا یہ عقیدہ ان کی اپنی اختراع ہے۔ اہل السنۃ والجماعت کے کسی عالم دین سے یہ نیا عقیدہ ثابت نہیں ہے۔ اگرچہ یہ لوگ بہت سے اکابر علماء دین کی اُدھوری اور ناتمام عبارات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر اور تاویل القول بما لا یرضی به القائل کا شرمناک مظاہر کر کے سادہ لوح عوام کو دھوکہ دیتے ہیں کہ فلاں بزرگ ہمارا ہم خیال ہے، فلاں عالم ہمارے ساتھ اور ہمارا عقیدہ فلاں فلاں بزرگوں والا ہے، لیکن حقیقت ہے کہ کوئی عالم اور کوئی بزرگ ان کا ہم عقیدہ نہیں ہے بلکہ یہ بزرگوں کے نام پر دھوکہ ہی دھوکہ ہے۔ باقی رہے صوفیاء کرام، اگرچہ بندہ نے واضح کر دیا ہے کہ ان

لوگوں کا مسلک ان سے مختلف ہے، کیونکہ وہ جسد مثالی کی تجویز کے باوجود دُنیا والے جسد سے تعلق کے قائل ہیں اور یہاں یہ بات بھی ذہن نشین فرمالیں کہ ان لوگوں نے جو نئے جسد کا نام مثالی جسم رکھا ہے یہ صرف اشتراک لفظی ہے ورنہ ان کا جسد مثالی اور ہے اور اُن کا جسد مثالی اور ہے۔

صوفیاء کرام جس کو جسد مثالی کہتے ہیں وہ تو دُنیا والے جسد کا عکس اور ظل ہے، کسی مادے سے تیار نہیں ہے جبکہ جس کو منکرین جسم مثالی کہتے ہیں وہ تو نوروکافوروغیرہ کسی مادے سے تیار شدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ لوگ ایسے جسم مثالی میں روح کا حلول مانتے ہیں تو دُنیا والے جسد سے ان کو مجبوراً قطع تعلق کرنا پڑتا ہے۔ ایک روح کا دو مادی جسموں کے ساتھ تعلق ان کو مشکل نظر آتا ہے۔ چونکہ حضرات صوفیاء کرام کا مثالی جسد کوئی مادی نہیں ہے تو ان کو دُنیا والے جسم کے ساتھ تعلق ماننے میں کوئی مشکل درپیش نہیں آتی۔

معلوم ہوا کہ جسد مثالی کا لفظ دیکھ کر جسد عنصری کی نفی سمجھنا یا کرنا مغالطہ اور دھوکہ ہے کیونکہ جسد مثالی کا قول درحقیقت جسد عنصری کے تعلق کی دلیل ہے۔ **فافهم و لاتكن من الغافلين**

عبارات اکابر سے مغالطہ

عصرِ ہذا کے معتزلہ ہمارے اکابر کی کتابوں میں سے بعض عبارات ایسی پیش کرتے ہیں جن سے بظاہر روح اور جسد کے تعلق کی نفی مفہوم ہوتی ہے لیکن یہ بھی مغالطہ ہے کیونکہ اکابر کا مقصد موت کے بعد ہر قسم کے دُنیاوی تعلق کی نفی کرنا ہے۔ وہ قبر و برزخ کے تعلق کی نفی نہیں کر رہے۔ دلیل یہ ہے کہ وہی حضرات اپنی کتابوں میں بڑی وضاحت اور صراحت کے ساتھ قبر و برزخ کی کارروائی کا روح وجسد کے تعلق کے ساتھ دونوں کے لئے ثابت فرماتے ہیں۔ لہٰذا جس تعلق کی نفی ہے وہ اور ہے اور جس کا اثبات ہے وہ اور ہے اور جن اکابر نے قبر کی زندگی کو حیات دنیوی سے تعبیر کیا ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ قبر کی حیات دُنیا والے جسد کے ساتھ ہے۔

معلوم ہوا کہ قبر کی جزاء وسزا روح اور دُنیا والے جسد دونوں پر وارد ہوتی ہے، کیونکہ ان کے مابین ایسا تعلق قائم کیا جاتا ہے جسے کنہ اللہ ہی جانتے ہیں۔ یہی عقیدہ کتاب وسُنّت اور خیر القرون سے ثابت ہے اور اسی پر اہل السنۃ والجماعت کا اجماع ہے اور اس کے عذاب قبر کی کوئی اور صورت باطل اور غلط ہے۔